کتاب نما

تحقیقات و تاثرات' ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی۔ ناشر: ادارہ علم و فن' ۱۰۸- بی الفلاح' ملیر ہالٹ کراچی ۷۵۲۱۰۔ صفحات: ۵۲۸۔ قیمت: ۲۵۰ روپے۔

زیرنظر کتاب میں پانچ عنوانات (تاریخ و سیاست' شخصیات و سوانح' تجزیہ و تنقید' دینی افکار' ذاتیات) کے تحت مرتب شدہ بیشتر مقالات و مضامین' تحقیقی نوعیت کے ہیں۔ مصنف ایک طویل عرصے تک تعلیم و تدریس کے سلسلے میں متعدد عرب ممالک میں مقیم رہے۔ پھر ڈاکٹریٹ کے سلسلے میں کیمبرج یونی ورسٹی میں کچھ وقت گزارا۔ عربی زبان پر دسترس کے ساتھ ساتھ تاریخ اور مذہب کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ ایک باشعور عالم کی طرح انھیں عصری اور سیاسی مسائل سے بھی خصوصی دل چسپی ہے۔ ان کی نہاد و افتاد تحقیقی ہے۔ چنانچہ موضوع کچھ بھی ہو' وہ ایک تحقیق کار کی طرح موضوع کو اس کی جزئیات کے ساتھ اور بڑی باریک بینی سے دیکھتے اور پھر معقول شواہد کی روشنی میں نتائج اخذ کرتے ہیں۔

"بوسنیا ماضی و حال" کے تاریخی و سیاسی جائزے میں انھوں نے بتایا ہے کہ اہل بوسنیا اس سرزمین کے اصل باشندے (son of the soil) ہیں۔ یہاں پرچم اسلام عثمانی ترکوں نے پہنچایا تھا۔ یہاں کی تاریخ مشرقی یورپ میں تہذیب و تمدن' عدل و انصاف' رواداری' انسانی خدمت اور تعمیر و ترقی کی ایک طویل داستان ہے۔ اہل بوسنیا نے اقوام متحدہ کے مشورے اور تائید کے بعد ہی' اپنے یہاں ریفرنڈم کرایا تھا جس میں ۶۳.۶۸ فی صد لوگوں نے یوگوسلاویہ سے آزادی کے حق میں رائے دی اور اقوام متحدہ نے اسے ایک آزاد ملک کی حیثیت سے اپنا ممبر تسلیم کر لیا مگر سیکرٹری جنرل کا رویہ غیر عادلانہ' غیرانسانی اور ظالمانہ رہا کیونکہ وہ خود ایک قبطی عیسائی اور ایک یہودی بیوی کے شوہر ہیں۔ چیچنیا کے بارے میں رضوان علی ندوی صاحب نے بتایا ہے کہ اگرچہ روس نے اپنے استعماری مقاصد و مفادات کے تحت قوقاز یا قفقاز کے علاقے کو آٹھ الگ الگ جمہوریتوں میں تقسیم کر دیا تھا مگر اس علاقے میں عربی اور ترکی اسلامی ثقافت کا گہرا اثر رہا ہے۔ یہاں اشتراکی تسلط سے قبل تک عربی و فارسی بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ مغربی علاقے میں ترکی زبان دوسری بڑی زبان تھی۔ روسی کمیونسٹوں نے بڑے پیمانے پر روسیوں کو یہاں لا لا کر آباد کیا۔ مسلمانوں کا تناسب پہلے ۹۰ فی صد تھا' ۱۹۷۹ء میں گھٹ کر ۶۸ فی صد رہ گیا۔ پہلے یہاں عربی رسم الخط رائج تھا' اسے روسی رسم

الخط سے بدل دیا گیا۔ یہ سرسبز و شاداب اور تیل کی دولت سے مالا مال خطہ روس کے لیے "سونے کی ایک چڑیا" کی حیثیت رکھتا تھا۔ روس کی ساری جبریت اور لادینیت کے پرچار کے باوجود اس علاقے کے لوگوں کے دلوں سے جذبہ حریت کو مٹانا آسان نہ تھا۔ چنانچہ اسٹالن نے چیچنیا کی تمام مسلم آبادی کو سائبیریا کے برفانی اور صحرائی علاقوں میں جلاوطن کر دیا۔ جب اسٹالن مرگیا' تب مہاجرین میں سے بچے کھچے لوگوں کو وطن واپس آنے کی اجازت ملی لیکن اس ہجرت سے ان کے اسلامی عقیدے میں اور پختگی پیدا ہوئی۔ ۱۹۹۱ء میں چیچنیا نے اپنی آزادی کا اعلان کیا۔ اس وقت روس انتہائی بدحال تھا اور اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ چیچنیا کے خلاف لڑ سکے لیکن جب ماسکو کی حکومت امریکی مالی امداد کی وجہ سے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئی تو سب سے پہلے اس نے حزب مخالف کے لیڈر عمراختر خانوف کو اپنا آلہ کار بنانے کے لیے ۱۰ بلین روبل کی خطیر رقم دی تاکہ وہ اس کو صدر دودائف کی حکومت کے خلاف استعمال کرے اور اس کو غیر مستحکم کر کے ملک میں بے چینی پھیلائے۔ چیچنیا کی آزاد مملکت کے خلاف اور بھی بہت سے اقتصادی حربے استعمال کیے گئے مگر چیچنیا کے جان باز اور حریت پسند' روسیوں کے آگے جھکنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں اگر ہم زندہ رہے تو خوش حالی کی زندگی بسر کریں گے اور اگر مر گئے تو اللہ کے حضور میں ہوں گے اور خوش نصیب ہوں گے۔

لاہور اور کراچی پر مضامین خالصتاً تحقیقی ہیں۔ تحقیق و تدقیق کا یہ انداز قریب قریب سارے مضامین میں نمایاں ہے۔ ایک مضمون میں معروف مورخ طبری پر شیعیت کے الزام کی تردید کی ہے۔ اسی طرح تاریخ اسلام سے متعلق متعدد شخصیات اور بزرگوں (امام شافعی' سید عبداللہ شاہ غازی' ابن تیمیہ وغیرہ) کے احوال و سوانح کے متعلق ندوی صاحب نے حقائق و اوہام کو الگ الگ کیا ہے۔ ندوی صاحب کے متعدد مضامین بعض اہل قلم کی بے احتیاطیوں یا ناکافی اور سرسری معلومات کی تردید اور اصل حقائق کی نقاب کشائی کے سلسلے میں لکھے گئے ہیں۔ انھوں نے اخبارات و رسائل کے چند معروف کالم نگاروں پر خوب خوب نقد و جرح کی ہے۔ عمران خان کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد کی بدگمانیوں کی وہ تردید کرتے ہیں۔ ایک مضمون میں نفحۃ العرب (مولانا محمد اعزاز علی) کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ اسی طرح ایک اور مضمون میں خطبات حرم (ڈاکٹر ملک غلام مرتضٰی) پر کڑی گرفت کی ہے۔

ندوی صاحب کے دائرہ تحقیق میں تنوع بھی ہے اور رنگا رنگی بھی۔ چند عنوانات مباحث دیکھیے: ڈاکٹر اسرار احمد' مسئلہ کشمیر اور درس مفاہمت۔ اسلام میں عورت کی حکمرانی۔ سیدنا عثمانؓ کا قرآن کہاں ہے؟ استنبول و اسلام بول۔ خاندانی منصوبہ بندی' شریعت اور قاہرہ کانفرنس۔ مصنف اس بات کے قائل ہیں کہ علمی اور تاریخی موضوعات پر لکھتے ہوئے حددرجہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ خود بہت باریک بین ہیں

مثلاً معروف قرآنی آیت وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ کو بہت سے لوگ "و" کے بغیر لکھ دیتے ہیں۔ ندوی صاحب کہتے ہیں' اس "و" کو باقی رکھنا ضروری ہے کہ عربی زبان کا یہی انداز ہے اور جو لوگ عربی زبان سے کماحقہ واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں اور کبھی کوئی آیت یا قرآنی جملہ لکھتے وقت اس واو استناف کو حذف نہیں کرتے۔ ایک اور جگہ انھوں نے بتایا ہے کہ سعودی عرب کے ایک ساحلی ملک کو اردو صحافت میں غلط طور پر "اومان" لکھا جاتا ہے' اصل میں یہ عُمَانْ ہے۔ (ع پر پیش اور بغیر تشدید کے' م کے ساتھ)۔ یہ اردن کے پایۂ تخت سے جدا ہے۔ اگرچہ دونوں کا املا ایک ہے لیکن تلفظ میں فرق ہے۔

آخری حصے کے چار مضامین میں سے ایک "دمشق سے کیمبرج تک" تو سفرنامہ ہے اور تین مضامین بعض شخصیات (ڈاکٹر طٰہٰ حسین' ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور ماہرالقادری) سے ملاقاتوں کی یادداشتوں اور ان کے بارے میں مصنف کے تاثرات و نقوش پر مشتمل ہیں۔ "دمشق سے کیمبرج تک" میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا تفصیلی ذکر آیا۔ پھر مابعد مضمون میں بھی انھی باتوں کی تکرار ہے جسے حذف کیا جا سکتا تھا۔ لیکن مجموعی حیثیت سے یہ سوانحی یا شخصی مضمون بہت دلچسپ ہیں اور ان میں عام قاری کے لیے بھی ایک لطف اور کشش موجود ہے۔

مصنف موصوف نے مشرق و مغرب کے بلند پایہ علمی اداروں اور جامعات سے تعلیم حاصل کی۔ ربع صدی سے زائد عرصہ عرب ممالک میں گزارا۔ چوٹی کے عرب علما' ادبا اور ناموران دین و سیاست کی صحبت اٹھائی۔ اسی طرح کیمبرج یونی ورسٹی کے فضلا سے اکتساب علم و تحقیق کیا۔ چنانچہ ان کی تحریروں میں ایک بلند نگہی' خالص علمی رویہ' ذہنی کشادگی' جرأت و صاف گوئی اور دینی و اخلاقی حمیت موجود ہے۔ ان کے اسلوب میں کسی طرح کا ابہام یا الجھاؤ نہیں ہے۔ دینی موضوعات پر لکھنے والوں میں بہت کم لوگ ایسی واضح' صاف اور صریح نثر لکھنے پر قادر ہیں۔ ندوی صاحب کا یہ مجموعہ مضامین' امید واثق ہے کہ باذوق قارئین کے لیے معلومات افزا رہے گا (رفیع الدین ہاشمی)۔

تفسیر قرآن کے اصول' امام حمید الدین فراہی۔ ترتیب و ترجمہ: خالد مسعود۔ ناشر: ادارہ تدبر قرآن و حدیث' رحمان سٹریٹ' مسلم روڈ' سمن آباد' لاہور۔ صفحات: ۲۲۸۔ قیمت: ۸۰ روپے۔

اپنی جوانی کے ایام میں مجموعہ تفاسیر فراہی کے نام سے آخری پارے کی چودہ سورتوں کی تفسیر نے غیر معمولی طور پر متاثر کیا تھا اور مولانا امین احسن اصلاحی کے واسطے سے امام حمیدالدین فراہی کے نام سے آگاہی ہوئی تھی۔ چند برس قبل بھارت میں مولانا فراہی کی فکر پر ایک کئی روزہ سیمینار ہوا۔ تفسیر کے میدان میں ان کی غیر معمولی خدمات ہیں۔ مولانا اصلاحی کی تدبر قرآن کو ان کے استاد کی فکر کا پرتو کہا جاتا